والدینِ مصطفیٰ ﷺ

حالات و ایمان

تالیف:
محمد یسین قصوری نقشبندی

ناشر:
ادارہ علم و ادب، والٹن، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد حامد محمود قاسم عاقب فاتح شاہد حاشر رشید مشہود داعی احمد

مہدی نذیر بشیر [illegible]

کامل حبیب خاتم [illegible]

[illegible]

محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

تم فرماؤ کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(۷ اعراف ۱۵۸)

رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

شافی

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

نام کتاب	ــــــــــ	والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مصنف	ــــــــــ	محمد یٰسین قصوری نقشبندی
سرورق	ــــــــــ	امام الخطاطین حضرت صوفی خورشید عالم خورشید رقم (ابن مقلہ ایوارڈ یافتہ)
صفحات	ــــــــــ	۴۴
تعداد	ــــــــــ	۱۱۰۰
اشاعت	ــــــــــ	دوم
سن اشاعت	ــــــــــ	ذیقعد ۱۴۱۸ھ
ناشر	ــــــــــ	ادارہ علم وادب، وائفن روڈ، لاہور
کمپوزنگ	ــــــــــ	ذاط کمپوزر، فون: ۷۱۲۳۲۹۷ ۴۵۔ چیڑ جی روڈ، اُردو بازار، لاہور
پروف ریڈنگ	ــــــــــ	مفتی حماد حسن قادری نورانی، گلبرگ، لاہور
قیمت	ــــــــــ	۱۸/- روپے

ملنے کا پتہ:
۱۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ، لاہور
۲۔ اِدارہ علم وادب، وائٹن لاہور

بذریعہ ڈاک منگوانے کا پتہ: مرکز میلاد، مدینہ سٹور، نزد رینجرز ہیڈ کوارٹرز ---- غازی روڈ، لاہور

والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حالات و ایمان

تالیف:
محمد یٰسین قصوری نقشبندی

ناشر:
ادارہ علم و ادب، والٹن، لاہور

الانتساب

اپنے والد محترم المغفور والمرحوم (اعلی اللہ مقامہ فی الجنۃ)
(اللہ تعالیٰ اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین
کی طفیل ان کی مغفرت فرمائے) اور والدہ محترمہ دامت برکاتھا العالیہ
کے نام

گر قبول افتد زہے عزو شرف

محمد یٰسین قصوری عفی عنہ
بھالہ، ضلع قصور



قطعہ اسم ذات جو اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت
میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک
سے رقم فرمایا جس سے آپ کے عشقِ الٰہی کا بخوبی
اندازہ ہوتا ہے، پتے پتے میں اسمِ ذات نہایت
خوبصورتی سے واضح کیا گیا ہے۔

الاھداء

داعی اتحاد عالم اسلام، مجدد سیاست شرعیہ،
آفتاب ملت اسلامیہ، امام انقلاب

امام شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتھم العالیہ
کی خدمت عالیہ میں

صدر جمعیت علماء پاکستان
چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن

گر قبول افتد زہے عزو شرف
محمد یسین قصوری نقشبندی
نزیل لاہور

حسن ترتیب

ابتدائیہ

باسم رب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

سیرتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا ایک اہم اور حساس پہلو "ایمان والدین مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہے۔ ماہنامہ ضیائے حرم کے سابق ایڈیٹر جناب گل محمد فیضی صاحب نے ضیائے حرم کے "میلاد مصطفیٰ نمبر" ایمان والدین مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر مقالہ لکھنے کے لئے فرمایا چنانچہ ناچیز نے مقالہ لکھ دیا جو ضیائے حرم کے "میلاد مصطفیٰ نمبر" میں شائع ہوا۔ مقالہ کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر بعض احباب کی طرف سے اسے کتابی شکل میں چھپوانے کے بارے اصرار کیا گیا چنانچہ احباب کی خواہش کے مطابق مقالہ من و عن پیش کیا جا رہا ہے البتہ مفتیان عظام کی تقاریظ سے مقالہ مزید مدلل اور معیاری بن گیا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت ابو العلاء مفتی محمد عبد اللہ صاحب مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ قصور، استاد العلماء علامہ مفتی محمد اشرف صاحب بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ صدیقیہ رضویہ، داروغہ والا لاہور اور فاضل شہیر حضرت علامہ مفتی حماد حسن قادری نورانی ناظم اعلیٰ جامعہ برکات العلوم مکہ کالونی، گلبرگ لاہور کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر تقاریظ رقم فرما کر احسان عظیم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے علم و فضل، عمل اور عمر میں برکت عطاء فرمائے اور ان کا سایہ تادیر عوام اہلسنت پر قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین

محمد یسین قصوری نقشبندی

نزیل لاہور

ربیع الاول شریف ۱۴۱۸ھ

تقریظ

شیخ طریقت و شریعت حضرت العلام ابوالعلاء مفتی محمد عبداللہ قادری اشرفی

دامت برکاتہم ناظم و شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ حنفیہ، قصور

حامداومسلما۔ امابعد۔ فقیر ابوالعلاء محمد عبداللہ قادری اشرفی قصوری نے رسالہ "التحقیق العمیق فی ایمان اباء النبی الشفیق"۔ غفلہ تعالی من اولہ واخرہ مطالعہ اور ملاحظہ کیا میں نے اسے اسم بامسمی پایا۔ مؤلف رسالہ ہذا کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ جلیلہ سے ان کے بیان میں اور زور بیان عطا فرمائے، مدینہ طیبہ کی بار بار حاضری نصیب فرمائے۔

۱۔ اس سلسلے میں معترضین کا ایت واذ قال ابراہیم لابیہ آذر" سے استدلال کرنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر تھا اور آذر مشرک، یہ استدلال غلط ہے، اس لئے اگر آذر آپ کا اب حقیقی ہوتا تو آذر "ابیہ" کا بدل نہ آتا جیسا کہ "واذ قال یوسف لابیہ" میں یعقوب بدل نہیں آیا کیونکہ آپ اب حقیقی ہیں، مگر آذر "اب" حقیقی نہیں۔ اگر اب حقیقی ہوتے تو ان کو بدل کے طور پر نہ لایا جاتا۔ آپ کے باپ کا نام تارخ تھا۔

۲۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہیں تو مچھلی جنتی بن جائے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس ماں کے پیٹ میں رہیں وہ جنتی کیوں نہ بنے؟

۳۔ زمانہ فترت (انقطاع وحی کا زمانہ جو چھ سو سال کا ہے) کے لوگ جبکہ کفر و شرک سے ملوث نہ ہوں تو وہ ناجی ہوتے ہیں۔ آپ کے والدین کریمین شریفین بھی زمانہ فترت کے افراد ہیں، لہذا جنتی ہیں۔

۴۔ شرح فقہ اکبر میں جو لکھا ہے ماتاعلی الکفر ای علی عہد الکفر وہ اصل عبارت یوں ہے ماتاعلی الفترت بعض نسخوں میں ہے ماتا علی الفترۃ

حرمین شریفین کے کتب خانہ میں جو شرح فقہ اکبر کا نسخہ ہے، اس میں یوں ہے ماتاعلی الفترۃ اور ماتاعلی الفطرۃ - ماتاعلی الکفر ہوگیا- تطاول زمانہ و کتابت دوران سے ماتاعلی الکفر ہوگیا-

۵- سرکار کا اپنے والدین کریمین کو زندہ کرکے اسلام پیش کرنا-

اس روایت کو بعض لوگ خلاف عقل اور خلاف نقل قرار دیتے ہیں- وہ سمجھیں کہ علامہ شامی نے کہا کہ جب سورج کو واپس لوٹا کر اللہ تعالیٰ حضرت مولیٰ علی کی نماز عصر کو قبول کر سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ فرما کر ان کے ایمان کو بھی قبول فرما سکتا ہے- (فتاویٰ شامی)

۶- حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا اسم مبارک اور حضرت آمنہ کا اسم مبارک وضاحت کر رہے ہیں کہ یہ ذی شرف جوڑا شرک سے ملوث نہ تھا- حضرت عبداللہ! اللہ کا بندہ- امن میں رہنے والی، جہنم کی آگ سے امن میں رہنے والی-

۷- وازرق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللہ والیوم الآخر" آپ کی اولاد سے وہ کون ہیں؟ وہ یہی ہیں!

۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک رومال سے سرکار نے چہرہ کو پوچھا تو آگ اس پر اثر نہ کرتی- یہاں تک کہ اگر رومال میلا ہو جاتا تو تندور میں ڈالتے تو میل کچیل جل جاتی اور رومال صاف ہو جاتا تو اس کو آگ سے نکال لیتے-

سرکار کی والدہ ماجدہ جن کے برج مبارک میں سرکار رہیں، وہ ماں کیسے جہنم کی آگ میں جائے گی؟

۹- سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر (انور) کی زیارت کی- قبر (انور) کی زیارت کرنا ہی ان کے ایمان کی بین دلیل ہے- کیونکہ قرآن فرماتا ہے ولا تقم علی قبرہ محبوب اس (کافر) کی قبر پر کھڑے نہ ہوں- اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ (معاذ اللہ) کافرہ ہوتیں تو زیارت قبر کی اجازت نہ ملتی- جب بفضلہ تعالیٰ بخشی ہوئی ہیں تو دعا مغفرت کی ضرورت ہی نہیں-

۱۰- اللھم اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفرلی ولوالدی وللمئومنین یوم یقوم الحساب ط

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم مومن تھے تب ہی آپ نے دعا کی رب اغفرلی ولوالدی اگر کافر ہوتے تو مغفرت کی دعا نہ کرتے۔

واضح طور پر ثابت ہوا کہ سرکار کے والدین کریمین اور اباء و اجداد حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام تک ساری کی ساری دونوں لڑیاں باپوں کی اور ماؤں کی ستھری، پاکیزہ اور ایماندار ہیں۔

فقیر ابو العلاء محمد عبداللہ قادری رضوی برکاتی
شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ دار العلوم جامعہ حنفیہ (رجسٹرڈ) قصور

تقریظ

از حضرت العلّام مفتی محمد اشرف نقشبندی دامت برکاتھم

بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ صدیقیہ رضویہ، داروغہ والا، لاہور۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد: بندہ کے ایک عزیز حضرت مولانا علامہ محمد یٰسین سلمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی ہے کہ مسئلہ "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین و امہات کرام طاہرات سب اہل ایمان و توحید ہیں" کو اس رسالہ میں نصوص قاہرہ و براہین قاطعہ سے ثابت کیا ہے جس سے اہل توقف و تفکر کے لئے اظہر من الشمس والامس روشن و ثابت اور وہ مینارۂ نور ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ علامہ صاحب کی اس کاوش پر بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد اشرف نقشبندی

ناظم جامعہ صدیقیہ رضویہ

نزد الراعی فلور ملز نشتر ٹاؤن

داروغہ والا لاہور

تقریظ

حضرت علامہ مفتی حماد حسن صاحب قادری نورانی دامت برکاتہم العالیہ

باسمِ ربِ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

حضور پر نور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے اباء و اجداد خصوصاً والدین کریمین کے مومن اور جنتی ہونے کا نظریہ اہل سنت کے مسلمہ عقائد میں سے ہے۔ اس ضمن میں جلیل القدر محدثین کرام اور آئمہ اعلام و محققین نے مستقل کتب تصنیف فرما کر امت مسلمہ کی رہنمائی کا عظیم فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ صاوی علی الجلالین جلد دوم میں ہے قال المحققون ان نسب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم محفوظ من الشرك فلم یسجد احد من ابائه من عبدالله الی ادم لصنم قط" یعنی علماء محققین نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا سلسلۂ نسب شرک سے محفوظ ہے۔ حضرت عبداللہ سے حضرت آدم علیہ السلام تک ان کے اباء و اجداد میں سے کوئی بھی کبھی کسی بت کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوا، لیکن اندھے تعصب کا کیا علاج کہ سرکار کی ایذاء رسانی کرنے والے گروہ کے سرخیل مولوی نارشید گنگوہی نے اپنے فتاویٰ میں حضور کے والدین کریمین کے کفر کا عقیدہ (معاذ اللہ) حضرت امام الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الامت، امام اعظم سیدنا نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر جڑ کر اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا۔

؎ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

جبکہ امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اپنی شرح میں علماء محتاطین کا مذہب نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ما احسن قول الموقفین فی هذه المسئلة الحذر الحذر من ذكر هما

بنقض فان ذلک قد یوذیہ صلی اللہ علیہ وسلم بخبر الطبرانی لا توذوا الاحیاء بسبب الاموات

"کیا ہی خوب فرمایا بعض علماء نے جنہیں اس سلسلہ میں توقف تھا کہ دیکھ بچ والدین کریمین کو نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ایذا ہوگی، کیونکہ طبرانی میں ہے کہ سرکارِ علیہ السلام نے فرمایا: مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو تکلیف مت دو۔"

اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو حیات حقیقی، دنیاوی، دائمی اور ابدی کے ساتھ متصف ہیں اور ہمارے اقوال، افعال اور احوال کو ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ اللہ رب العزت قرآن میں فرماتا ہے ترجمہ "جو لوگ اللہ اور رسول کو تکلیف دیتے ہیں، ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے۔" اس اصول کی بنا پر جولوگ خود دائمی جہنمی ہیں۔ وہی معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والدین کریمین کے متعلق یہ برا عقیدہ رکھتے ہیں۔ رہا مسلم شریف کی حدیث سے استدلال جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں: "میں نے اپنے رب سے والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت چاہی تو مجھے اجازت نہ ملی، اور میں نے قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی۔" چنانچہ اگر آپ کی والدہ ماجدہ مومنہ ہوتیں تو آپ کو دعا مغفرت کی اجازت بھی مل جاتی حالانکہ کج فہموں نے یہ نہ سوچا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے طلب مغفرت سے منع فرمایا ہے۔ وہاں ان کی قبروں پر جانے سے بھی روک دیا گیا۔ چنانچہ سورہ توبہ میں فرمایا: آپ نہ تو کسی کافر کے مرنے پر اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔"

تو سرکار کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی زیارت کی اجازت ملنا ان کے مومنہ ہونے کی بین دلیل ہے، رہا معاملہ دعا کا تو اس کی چند وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ یا تو وہ اصحاب فترت تھے، جن کو کسی نبی یا رسول کا ظاہری زمانۂ حیات میسر نہ آیا اور نہ ان کا پیغام ملا ہو۔ ایسے لوگوں کے متعلق سورہ اسراء میں ارشاد خداوندی ہے: "ہم اس وقت تک عذاب میں کسی کو

مبتلا نہیں کرتے جب تک کسی رسول کو نہ بھیجیں۔" چونکہ ان تک کسی رسول کی دعوت نہ پہنچی اور نہ وہ مکلف بنے اور غیر مکلف کے لئے استغفار کی ضرورت نہیں، اسی لئے بچے کی نماز جنازہ میں اس کی مغفرت کی دعا نہیں پڑھی جاتی۔ دوم یہ کہ آپ کے تمام آباء واجداد مومن تھے۔ لہٰذا ان کے لئے دعا مغفرت سے معصیت کا وہم پیدا ہوتا تھا۔ جبھی احکم الحاکمین نے دعا کی اجازت نہ دی۔ پھر بھی کوئی نانہجار ان کے متعلق غلط عقیدہ رکھے تو اس کی بدنصیبی پر کف افسوس ہی ملنا چاہئے۔ قابل غور بات ہے کہ سوکھی ہوئی کھجور کے پتوں کا دستر خوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے مس ہونے کی برکت سے تندور کی آگ سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور جس خوش نصیب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک میں آپ نو مہینے جلوہ گر رہے وہ جہنم کی آگ میں کیسے جل سکتی ہیں؟ حضرت حواء، مریم، آسیہ، سلام اللہ علیھن جیسی پاکیزہ خواتین جس کی دایہ بننے کو اپنے لئے باعث شرف خیال کریں، انبیاء و مرسلین عظام اور ملائکہ المقربین علیہم السلام بیٹے کی ولادت پر مبارک باد دینے آئیں۔ اس کے متعلق بدعقیدگی کا شکار ہونا شقاوت قلبی نہیں تو اور کیا ہے؟ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات بات پر اپنے غلاموں میں جنت تقسیم فرمادیں۔ ابوبکر جنت میں، عمر جنت میں، عثمان جنت میں، علی جنت میں، اور فلاں جنت میں تو کیا ایمان کا وجدان اس بات کو گوارہ کرتا ہے کہ جس سرکار نور بار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ غلام جنت کی بہاریں لوٹیں، جن کے نعلین شریفین کا صدقہ جنت تقسیم ہو ان کے والدین معاذ اللہ جہنم کے عذاب و آلام کا شکار ہوں؟

غلام تو غلام ہیں ان کے صدقے میں تو کفار پر بھی تخفیف عذاب ہو۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عباس کے سامنے ابولہب کا اعتراف کہ پیر کے دن سرکار کے صدقے میں میرا عذاب کم ہو جاتا ہے۔ نیز حدیث صحیح میں ہی سرکار کا اپنا ارشاد ابو طالب کے متعلق کہ:

"وجدته فی غمرات من النار فاخرجته صحضاح" یعنی میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک آگ میں کر دیا۔ رواہ البخاری و مسلم عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ۔ نیز فرمایا: لولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار" (ایضاً) ترجمہ: اگر میں نہ

ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوتا۔" مزید فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اھون اھل النار عذابا" جہنمیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ ایضاً عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قابل غور بات ہے کہ ابوطالب کی یہ تخفیف کسی عمل کی وجہ سے نہیں ورنہ وہ پہلے ہی زیادہ عذاب میں نہ ہوتا۔ یقیناً یہ سرکار کا کرم ہے۔ خواہ ابوطالب کی یاری، غمخواری، پاسداری اور خدمت گذاری کے عوض یا حضور کی اس سے محبت طبعی کی وجہ سے۔ اگر معاذ اللہ حضور کے والدین کریمین بفرضِ محال عذاب میں ہوتے تو یہ صورت سرکار پر زیادہ شاق گذرتی اور وہ اس رعایت کے زیادہ مستحق ہوتے، کیونکہ والدین کا حق سب سے مقدم ہوتا ہے۔ بہرحال یہ موضوع بہت زیادہ طوالت کا متقاضی ہے۔

داد دینی چاہئے فاضل شہیر، محقق اہلسنت حضرت مولانا محمد یٰسین نقشبندی مجددی قصوری صاحب کو کہ جو دریا کو کوزے میں بند کرنے کے فن سے خوب آشنا ہیں۔ اس مختصر مگر جامع کتاب میں اتنے کثیر حوالہ جات، دلائل و براہین کا جمع فرمانا، فاضل مصنف کی فنی مہارت اور وسعت مطالعہ کی بین دلیل ہے۔ مولانا موصوف نے درویش اہل سنت، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عبدالغفور صاحب دامت برکاتھم مہتمم جامعہ فاروقیہ رضویہ، گھوڑے شاہ و خلیفہ مجاز آفتاب ملت اسلامیہ قائد اہل سنت حضور سیدی، مرشدی، مولائی و ملجائی الشاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتھم العالیہ کے خرمن سے خوشہ چین ہیں، مفتی صاحب کے علم و فضل اور درویش منشی سے وافر حصہ پایا ہے۔ مولائے جلیل ان کی اس عظیم کاوش کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں قبول فرما کر خواص و عام کے لئے ذریعۂ ہدایت بنائے۔ امین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

گدائے نورانی

(مفتی) حکیم حماد حسن قادری نورانی

خطیب جامع مسجد قادریہ رضویہ و مہتمم جامعہ برکات العلوم

مین بازار مکہ کالونی، گلبرک، لاہور۔

حالاتِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت آدم کے فرزند عظیم، رشک ملائکہ، حسن و جمال کے پیکر، نور الٰہی کے امین، جگر گوشہ عبد المطلب، خاتون آمنہ کے مثالی شوہر اور پدر مصطفیٰ سیدنا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۵۵۴ء/ ۲۴ جلوس نوشیروانی میں ہوئی۔ (۱)

سیدنا عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ حضرت عدنان تک متفقہ ہے، اس سے اوپر کثیر اختلاف پایا جاتا ہے۔

چنانچہ آپ کا نسب نامہ یوں بیان کیا جاتا ہے، عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، اگرچہ مورخین نے اس کے بعد بھی سیدنا آدم تک آپ کا شجرہ نسب لکھا ہے لیکن چونکہ اس میں اختلاف ہے، لہٰذا ہم نے اسے قصداً نقل نہیں کیا۔ (۲)

سیدنا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد، نام عبد اللہ اور لقب ذبیح تھا بعض سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ آپ کا اصل نام عبد الدار تھا، جب سیدنا حضرت عبد المطلب نے آپ کے بدلے اونٹ بطور فدیہ دیئے تھے، اس وقت فرمایا تھا یہ "عبد اللہ" ہیں چنانچہ اس کے بعد آپ عبد اللہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (۳)

حضرت عبد اللہ حضرت عبد المطلب کے سب سے چھوٹے اور پیارے بیٹے تھے۔ آپ دوسرے بھائیوں سے حسن و جمال کے لحاظ سے لاثانی تھے۔ ایک دفعہ سیدنا حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے نذر مانی تھی کہ اگر میں اپنے دس بچوں کو نوجوان پالوں، تو ایک لڑکے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذبح کروں گا، چنانچہ آپ کے دس بیٹے جوان ہو گئے۔ اب اپنی نذر کے ایفا کا وقت آ چکا ہے۔ اپنی نذر کے سلسلے میں تمام لڑکوں کو جمع کر کے آگاہ کیا۔ تمام نے رضائے الٰہی کے لئے ذبح

ہونے کے لئے لبیک کہا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ذبح کے مسئلہ کو قرعہ اندازی کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی، اور انہوں نے سو اونٹ ذبح کر دیئے۔ (۴)

اسی تاریخی نذر کی وجہ سے سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا لقب ذبیح رکھا گیا، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا ابن الذبیحین (۵)

میں دو ذبیحوں (حضرت اسماعیل و حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

باعظمت نام:

آپ کا اصل نام عبداللہ تھا لیکن آپ کی خوبیوں اور کمالات کی بناء پر لوگوں نے اور بھی نام رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ ابوالحسن بن عبداللہ البکری لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان سے گزرتے تو لوگ آپ کی پیشانی میں چمکتا ہوا نور دیکھتے۔ اس وجہ سے اہل مکہ نے آپ کا نام (مصباح الحرم) "حرم کا چراغ" رکھا ہوا تھا۔ (۷)

حضرت عبداللہ کا حسن و جمال:

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قدرت نے مثالی حسن و جمال عطا فرمایا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے بارہا عورتوں نے آپ کو وصال کی دعوت دی، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ چنانچہ آپ کے حسن و جمال کی ایک جھلک اور حضرت آمنہ سے شادی کا معتبر واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ کے حسن و جمال کی شہرت عام تھی اور یہ شہرت ذبیحہ کے واقعہ سے مزید عام ہوئی قریش کی عورتیں آپکا احترام کرتی تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو عفت و پاک دامنی کے پردے میں محفوظ فرما دیا تھا۔ اہل کتاب (یہود وغیرہ) آپ کی صلب میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے آثار دیکھتے تو حسد و عداوت سے کام لیتے۔ بعض اوقات آپ کو شہید کرنے کے قصد سے مکہ مکرمہ کے راستوں میں عجیب و غریب آثار دیکھ کر ناامیدی کی حالت میں واپس پلٹ جاتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بغرض شکار باہر تشریف لے گئے۔ دیکھتے ہیں کہ اہل کتاب کی ایک جماعت ملک شام کی طرف سے آپ کو شہید کرنے کے قصد سے

آپ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ حضرت آمنہ کے والد ماجد جناب حضرت وھب بن مناف بھی اس میدان میں موجود تھے۔ انہوں نے خود دیکھا کہ اچانک غیب سے ایسے سوار ظاہر ہوئے کہ جو اس دنیا کے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ علیہ کا دفاع کرتے ہوئے اہل کتاب کو بھگا دیا بعد ازاں گھر آئے اور یہ تمام عجیب و غریب واقعہ اپنے اہل خانہ کو سنایا' اور اپنی لڑکی آمنہ کی شادی حضرت عبداللہ کے ساتھ کرنے کے سلسلے میں مشورہ کیا۔ حضرت عبدالمطلب کو پیغام بھیجا گیا اور حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے کردی گئی۔ (۸)

زمین، آسمان اور جنت میں خوشیاں:

جب نور مصطفیٰ سیدہ آمنہ کے ہاں منتقل ہوا تو زمین، آسمانوں اور جنت میں خوشیاں منائی گئیں چنانچہ علامہ البکری لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد حضرت عبداللہ کا نکاح حضرت عبدالمطلب نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ تم فرشتوں کی صفوں میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر اس کا اعلان کردو۔ چنانچہ ارشاد الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے جناب جبریل علیہ السلام نے اعلان کیا بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کی تکمیل فرمادی ہے اور اپنی مشیت کو پورا فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ اپنے نبی کے بھیجنے کے سلسلے میں حق ہے کہ وہ بشیر، نذیر، سراج، منیر، نیکی کی دعوت دینے والا برائی سے منع کرنے والا' اللہ کی طرف لوگوں کو رغبت دلانے والا اور امانت دار ہو گا۔ اس کے نور کو اللہ تعالیٰ تمام ممالک میں ظاہر فرمائے گا' وہ تمام لوگوں کے لئے رحمت ہونگے' وہ شرف و رضا کو پسند کرنے والے اور برائی سے اجتناب کرنے والے ہونگے، وہ ایک ایسا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے قبل تم پر منکشف فرمایا تھا اس کا نام آسمانوں پر احمد' زمین پر محمد اور جنت میں ابو القاسم ہے۔ اس موقع پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و تقدیس، تحمید اور تسبیح پڑھتے ہوئے حضرت جبریل کے اعلان کا جواب دیا۔ بعد ازیں جنت کی دروازے کھول دیئے گئے۔ دوزخ کے دروازے بند کردیئے گئے، حور و غلمان خوشی سے جھوم اٹھے، حوروں نے اپنے آپ کو سجالیا اور پرندے درختوں کی ٹہنیوں پر اللہ

تعالیٰ کی تہلیل، تسبیح، اور تقدیس کے گیتوں میں مصروف ہو گئے۔ (۹)

حضرت عبداللہ حفاظت الٰہی میں:

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو طرح طرح کے عجیب و غریب خواب بھی آیا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے ایک رات پریشان کن خواب دیکھا اور اس سے گھبرا کر اپنے والد ماجد عبدالمطلب کے پاس گئے۔ جناب عبدالمطلب نے جب چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے تو فرمایا اے میرے بیٹے تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ تمہیں پریشانی اور مصیبت سے محفوظ رکھے گا۔ جو تم نے خواب دیکھا ہے اس بارے مجھے مطلع کیجئے۔ چنانچہ آپ نے اپنے خواب کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا اے میرے باپ میں نے خواب میں یہودیوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں اور وہ یہودی بندروں کی شکل میں ہیں گویا اپنے گھٹنوں پر جھکے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی تلواروں کو حرکت دیتے ہوئے میری طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جب میں ان کو ایسی کیفیت میں دیکھتا ہوں، تو میں ہوا میں بلند ہوتا ہوں، میں بلندی کی حالت میں تھا کہ اچانک آگ کا نزول ہوتا ہے اور میں آگ دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔ وہ آگ ان بندروں پر گرتی ہے اور ان کو جلا دیتی ہے۔

جناب عبدالمطلب نے فرمایا اے میرے بیٹے تمہیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر برائی سے بچائے گا اور لوگ اس نور کے سبب تجھ سے حسد کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری پیشانی میں بطور امانت رکھا ہے۔ فرمایا۔

"اے میرے پیارے بیٹے خدا کی قسم اگر تمام زمین والے لوگ جمع ہو کر بھی اس نور کو ختم کرنے کی کوشش کریں، تو ختم نہیں کر سکیں گے کیونکہ یہ نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے پاس ودیعت رکھا گیا ہے۔" (۱۰)

حضرت عبداللہ کی شرافت:

زمانہ جاہلیت میں گناہوں سے بچنا ناممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت عبداللہ کو ہر

عیب سے محفوظ رکھا۔ ابن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر لے جا رہے تھے کہ راستے میں بنو اسد کی ایک خوبصورت عورت ملی۔ اس نے جب حضرت عبداللہ کے چہرے کو دیکھا تو فوراً سوال کیا کہ اے عبداللہ تم کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا میں اپنے باپ کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اس (عورت) نے کہا کہ جتنے اونٹ تمہاری طرف سے بطور فدیہ ذبح کیے گئے تھے، میں (بطور حق مہر) ادا کروں گی تم میرے ساتھ شادی کرلو۔ آپ نے جواب دیا میں اپنے باپ کی مخالفت، فراق اور نافرمانی پسند نہیں کرتا۔ حضرت عبدالمطلب آپ کو لے کر وھب بن مناف کے پاس آئے۔ وہب اس وقت قبیلہ بنی زہرہ میں حسب و نسب کے اعتبار سے معزز اور سردار تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کا نکاح حضرت آمنہ سے کر دیا۔ حضرت آمنہ بھی حسب و نسب کے لحاظ سے باعزت خاتون تھیں اس طرح نور محمدی کی مقدس امانت سیدہ آمنہ کی طرف منتقل ہوگئی۔ (۱۱)

حضرت عبداللہ کی اولاد:

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ بیٹا ایسا ہے جن کو آسمانوں میں احمد اور زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے، چنانچہ شیخ محمد رضا لکھتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے علاوہ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کی اولاد نہیں تھی حضرت عبداللہ نے آمنہ کے علاوہ اور حضرت آمنہ حضرت عبداللہ کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کی تھی (۱۲)

حضرت عبداللہ کا انتقال:

حضرت عبدالمطلب کے تمام صاحبزادوں کا ذریعہ معاش تجارت تھا چنانچہ سیدنا حضرت عبداللہ نے بھی اسی پیشے کو اختیار فرمایا۔ حضرت عبداللہ ایک دفعہ بغرض تجارت ملک شام تشریف لے گئے، واپسی پر جب سرزمین مدینہ طیبہ میں پہنچے تو شدید علیل ہو گئے۔ قبیلہ بنو نجار کے لوگوں نے بیمار پرسی کی، علالت روز بروز زور پکڑتی گئی حتیٰ کہ آپ بہت نحیف اور کمزور ہو گئے۔ قافلے کے

لوگوں نے سرزمین مکہ مکرمہ پہنچ کر آپ کے والد محترم حضرت عبدالمطلب کو آپ کی بیماری کی اطلاع دی۔ انہوں نے اپنے بڑے لڑکے حارث کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ جناب حارث کے پہنچنے سے قبل حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور سرزمین مدینہ طیبہ میں آپ کی تجہیز و تکفین اور تدفین عمل میں لائی گئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی۔ (۱۳)

سیدنا حضرت عبداللہ قانع، متقی، دنیا و مافیہا سے اجتناب برتنے والے اور مقبول بارگاہ الٰہی تھے۔ آپ دنیا کا مال کثیر تعداد میں جمع نہیں فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا آپ نے دوسرے لوگوں کی طرح بے پناہ اموال بطور ترکہ نہیں چھوڑا تھا بلکہ چند چیزیں تھیں۔ چنانچہ سیرت نگار لکھتے ہیں۔

"حضرت عبداللہ نے ایک لونڈی (مسماۃ) ام ایمن، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں بطور وراثت چھوڑیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کے وارث بنے۔" (۱۴)

حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا:

مادر مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم گرامی آمنہ (عیوب سے محفوظ خاتون) اور والد کا نام وہب تھا۔ نسب نامہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی (۱۵)

آپ کے نسب نامہ میں بھی کوئی فرد ایسا نہیں تھا جس نے کبھی برائی وغیرہ کا ارتکاب کیا ہو۔ چنانچہ امام اسماعیل بن کثیر لکھتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم والد ماجد اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسب و نسب کے لحاظ سے اشرف و محترم تھے۔ (۱۶)

زمانہ قبل از اسلام میں بدکاری، عیاشی، فحاشی اور دیگر جرائم عام تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے جیسے حضرت عبداللہ کو تمام عیوب سے محفوظ رکھا ایسے مادرِ مصطفیٰ جناب حضرت خاتون آمنہ رضی اللہ عنہا کو بھی عفت و عصمت کے پردے میں رکھا۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یعنی حضرت آمنہ اپنے زمانے میں حسب و نسب کے اعتبار سے قریش میں افضل ترین خاتون تھیں۔ (۱۷)

سیدہ آمنہ کا انتقال:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے تقریباً سات مہینے بعد بارہ ربیع الاول شریف میں حضور سرور کائنات فخر موجودات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین مکہ مکرمہ میں ولادت با سعادت ہوئی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے چھ سال تک خوب دل بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت و پرورش کا شرف حاصل کیا۔

ایک دفعہ سیدہ آمنہ حضور کو لے کر آپ کے ننھیال سرزمین مدینہ طیبہ میں ملاقات کی غرض سے تشریف لائیں۔ ایک مہینہ وہاں قیام کیا بعد ازاں وہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہوگئیں۔ راستے میں شدید علالت کا شکار ہوگئیں سخت بیماری کے باعث سفر کی حالت میں ابواء مقام (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) پر انتقال کر گئیں۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ ام ایمن لونڈی بھی تھی۔ حضرت آمنہ کو مقام ابواء میں ہی دفن کر دیا گیا اور ام ایمن، حضور کو سرزمین مکہ میں لا کر حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ (۱۸)

سیدہ آمنہ کا مزار:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابواء مقام پر دفن کیا گیا تھا یہ مقام مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان میں ہے ہجرت کے چھٹے سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو ساتھ لے کر عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ جب آپ ابواء مقام پر پہنچے تو اللہ کی طرف سے آپ کو والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کے لئے اجازت مل گئی۔ چنانچہ حضور قبر انور کے قریب آئے اور خوب روئے اور صحابہ بھی روئے۔ آپ سے صحابہ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا مجھے میری والدہ کی محبت یاد آگئی تھی جس وجہ سے میں رو پڑا۔ (۱۹)

حضرت آمنہ کی عمر مبارک:

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی عمر کتنی تھی؟ اس سلسلہ میں سیرت نگاروں کے مختلف اقوال ملتے ہیں، لیکن علامہ جلال الملت والدین السیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق ہے کہ حضرت عبداللہ کی عمر شریف اٹھارہ سال اور حضرت آمنہ کی تقریباً بیس سال تھی۔ چنانچہ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی اور آپ کی والدہ محترمہ (حضرت آمنہ) کی تقریباً بیس سال کی تھی۔ (۲۰)

اثباتِ ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن کی روشنی میں

بعض لوگ جہاں ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں، وہاں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین (فداھما امی وابی) کے ایمان کے مسئلہ کو بھی موضوع بحث بنا رکھا ہے۔ ان کے اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ کا انتقال اس وقت ہو گیا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکم مادر میں تھے اور مخدومہ کائنات سیدہ آمنہ کا انتقال اس وقت ہو گیا تھا جب آپ کی عمر چھ سال تھی، اور چونکہ آپ کے والدین نے آپ کے اعلان نبوت کا زمانہ نہیں پایا اس لئے وہ مسلمان نہ ہوئے۔ (معاذاللہ)

میں تو جب بھی معترضین کے اعتراضات اور طرز گفتگو کا تصور کرتا ہوں تو کانپ کانپ جاتا ہوں، سارا جسم لرز جاتا ہے، اور یہ سوچ کر حیران رہ جاتا ہوں کہ اعتراض کرنے والے بھی اسی نبی معظم کے کلمہ گو ہونے کے مدعی ہیں جن کے والدین کو وہ ایماندار بھی ماننے کو تیار نہیں۔ مزید ستم کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اس دعوئی کو بڑی بے باکی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

درج ذیل سطور میں نہایت اختصار سے والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا جائزہ قرآن وسنت اور اقوال صحابہ اور اقوال علماء کی روشنی میں لیا جارہا ہے تاکہ معترضین کے مکروہ پراپیگنڈہ کی اصل حقیقت آپ پر واضح ہو جائے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں چار اقوال ہیں۔

۱۔ ان کی وفات دین ابراہیمی پر ہوئی۔

۲۔ وہ دین فترت پر تھے۔

۳۔ وہ فوت تو دین فترت پر ہوئے، لیکن اعلان نبوت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

انہیں زندہ فرما کر اسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور انہیں مرتبہ صحابیت بھی حاصل ہو گیا۔

۴۔ جبکہ چوتھا گروہ معترضین کا ہے، جن کا کہنا ہے کہ ان کی وفات کفر پر ہوئی (نعوذ باللہ)

مندرجہ بالا چار اقوال میں سے چوتھے قول کو علمائے اسلام نے رد کر دیا ہے اور باقی تین اقوال اختیار کئے ہیں۔ جن کی روشنی میں علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کے والدین کریمین دین ابراہیمی یا دین فترت پر تھے ان کی وفات عقیدہ توحید پر ہوئی، اور وہ قطعی جنتی ہیں۔

قرآن پاک ایک جامع کتاب اور سرچشمہ رشد و ہدایت و معرفت ہے۔ یہ کتاب جملہ علوم و فنون کی حامل ہے ایسے تمام مضامین کی جامع بھی ہے۔ اس میں جہاں دوسرے ہزاروں مضامین بیان ہوئے وہاں ساتھ ساتھ ابوین مصطفیٰ کے ایمان کے مسئلہ کو بھی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس مسئلہ پر کثیر آیات مبارکہ ہیں لیکن ہم صرف ایک آیت اور اس کی تفسیر پر اکتفا کریں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بلکہ تمام آباؤ اجداد کے ایمان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین۔ (۲۱)

جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور (دیکھتا رہتا ہے) جب آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا۔

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہاں گردش سے مراد انبیاء علیہم السلام کی مبارک پشتوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہونا ہے۔ یہاں تک کہ آپ اس امت میں مبعوث ہوئے۔ (۲۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے:

یعنی گردش سے مراد پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل ہونا ہے آیت مبارکہ میں مفسرین نے ساجدین سے مراد مومنین لئے ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام سے حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک جن کے رحموں اور پشتوں میں جلوہ

افروز ہوئے وہ تمام کے تمام صاحب ایمان ہیں۔(۲۳)

تفسیر جمل میں ہے:

اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت آدم و حوا سے لے کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ تک جن مومن مردوں اور عورتوں کے رحموں اور پشتوں میں آپ منتقل ہوئے" ان کو آپ کا رب ملاحظہ کر رہا ہے۔ پس آپ کے تمام آباؤ اجداد خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام اہل ایمان ہیں۔ (۲۴)

صاوی علی الجلالین میں ہے:

ساجدین سے مراد اہل ایمان ہیں اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ نے جن مومنین کے رحموں اور پشتوں میں گردش کی اللہ تعالیٰ نے انہیں ملاحظہ فرمایا۔ (اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباء مومن تھے)۔ (۲۵)

امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ، حضور علیہ السلام کے والدین شریفین اہل ایمان تھے، پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی: **الذی یریک حین تقوم و تقلبک فی الساجدین** اس بات کا ثبوت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آباء، اللہ تعالیٰ کے منکر نہیں ہو سکتے۔ (۲۶)

امام المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں ای **فی اصلاب الاباء آدم و نوح وابراہیم حتی اخرجہ نبیا** (۲۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آباء کے اصلاب یعنی حضرت آدم، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کی طرف منتقل ہوتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی معبوث فرمادیا۔

امام المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اور قول ہے کہ

ارادوا تقلبک فی اصلاب الانبیاء من نبی الی نبی حتی اخرجک فی ھذہ (۲۸)

و تقلبک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انبیاء کی اصلاب میں تبدیل فرماتا رہا یعنی ایک نبی

سے دوسرے نبی کی طرف حتیٰ کہ اس امت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔

علامہ عبدالرحمٰن بن جوزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تقلبک فی اصلاب الانبیاء حتی اخرجک (۲۹) یعنی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کرام علیہم السلام کی اصلاب میں منتقل فرماتا رہا حتیٰ کہ آپ کو مبعوث فرمادیا۔

مفسر شہیر شیخ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من نبی الی نبی حتی اخرجک نبیا فمعنی الساجدین فی اصلاب الانبیاء والمرسلین من آدم الی نوح والی ابراہیم والی من بعدہ الی ان ولدتہ امہ۔ (۳۰)

یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف اللہ تعالیٰ منتقل فرماتا رہا حتیٰ کہ آپ کو نبی بنا کر مبعوث فرمادیا۔ ساجدین کا معنی یہ ہے کہ انبیاء اور مرسلین کی اصلاب میں اللہ تعالیٰ آپ کو تبدیل فرماتا رہا۔ حضرت آدم سے حضرت نوح کی طرف (ان سے) حضرت ابراہیم کی طرف اور (ان سے) مابعد آنے والوں کی طرف سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو جنم دیا۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمت اللہ علیہ علامہ فخرالدین رازی کا قول نقل کرتے ہیں۔

فالایت دالت علی ان جمیع اباء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا مسلمین (۳۱) یعنی یہ آیہ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اباؤ اجداد مسلمان تھے۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں۔

عن ابن عباس فی قولہ تعالی "تقلبک فی الساجدین" قال مازال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینقلب فی اصلاب الانبیاء حتی ولدت امہ۔

(۳۲) اللہ تعالیٰ کے قول "تقلبک فی الساجدین" کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم کی

اصلاب میں منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا۔

علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔

ترجمہ: حضرت آدم سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبداللہ اور والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تک مومنین مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ زمانہ آدم و حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک نہ کوئی مشرک تھا اور نہ متکبر اور سورہ شعراء میں اس بارے "تقلبك فی الساجدین" ہے۔ یعنی (حضور ﷺ کے آباؤ اجداد) تمام کے تمام عیوب سے پاک اور اسلام کے احکام کے مطابق چلنے والے تھے۔ (۳۳)

سید المفسرین علامہ صدر الافاضل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ آدم و حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ تک مومنین کی اصلاب و ارحام میں آپ کے دورے ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن تھے۔ (۳۴)

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت مبارکہ کے مختلف تین مفہوم نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ابو نعیم نے حضرت ابن عباس کا یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد تنقل فی الاصلاب ہے۔ یعنی جب آپ کا نور یکے بعد دیگرے آپ کے اجداد کی پشتوں سے منتقل ہوتے چلا آ رہا ہے تو اس وقت بھی آپ کو آپ کا رب دیکھ رہا تھا کیونکہ آپ کے اباؤ اجداد کو قرآن کریم نے الساجدین (سجدہ کرنے والے) کہا ہے۔ اس لئے اکثر علماء نے اس آیت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا ہے' اور اہل السنت والجماعت کے کثیر التعداد جلیل القدر علماء کا یہی مسلک ہے۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ جب بھی نسل انسانی دو حصوں میں بٹی تو مجھے اللہ تعالیٰ نے

اس میں کیا جو ان دونوں سے بہتر تھا۔ اپنے والدین کے ہاں میری ولادت ہوئی اس حال میں کہ مجھے زمانہ جاہلیت کی کسی چیز نے ملوث نہیں کیا۔ حضرت آدم سے لے کر اپنے والدین تک میرے اجداد اور جدات میں کوئی کبھی بھی بدکاری سے پیدا نہیں ہوا، میں تم سب سے نفس کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں اور باپ کے لحاظ سے بھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کے آباؤ امہات سے کوئی مشرک یا فاسق نہیں ہوا۔ کیونکہ مشرکین کے بارے میں صراحتاً مذکور ہے انما المشرکون نجس (بے شک مشرک نجس ہیں) اور حضور کے اباء نجس نہیں ہوسکتے (۳۵)

قرآن پاک اور تفاسیر سے یہ مسئلہ روز روشن سے بھی واضح اور ظاہر و باہر ہوگیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بلکہ تمام آباؤ اجداد موحد، متقی اور مسلمان تھے۔

والدین مصطفیٰ اور حدیث:

اب ہم والدین مصطفیٰ بلکہ تمام اباؤاجداد کے ایمان کا احادیث و آثار کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں (۱) طہارت نسب (۲) خاندانی عظمت اور (۳) والدین رسول اللہ کو زندہ کرنے اور ایمان لانے کی بحث ہوگی۔

(۱) طہارت نسب:

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اباؤاجداد کو تمام عیوب و رزائل سے محفوظ رکھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں ہر زمانے میں بہترین لوگوں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

بعثت من خیر قرن بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت فی القرن الذی کنت فیہ (۳۶)۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں، میں اچھے گروہ کی طرف منتقل ہوتا آیا ہوں حتی کہ اس گروہ میں آیا ہوں جس میں اب ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نسب شریف پر فخر کرتے ہوئے اباء کا نام لیا ہے فرمایا

ہے۔

انا النبی لاکذب   انا ابن عبدالمطلب   (۳۷)

یعنی میں نبی اللہ ہوں اس میں جھوٹ نہیں ہے۔ میں حضرت عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اور ایک مقام پر فرمایا: انا ابن الذبیحین۔ میں دو ذبیحوں (حضرت اسماعیل و حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

امام احمد بن محمد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طہارت نسب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

آزر (بت تراش) حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔ اس کی کئی وجوہات ہیں ان میں سے ایک وجہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ "الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین" اس آیت شریفہ کا معنی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک ایک ساجد سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا تھا۔ امام رازی نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع باپ و دادا مسلمان تھے" (۳۸)

اس روایت میں جہاں طہارت نسب پر روشنی پڑتی ہے وہاں ساتھ ساتھ ایک مشہور سوال جو طہارت نسب پر ہوتا ہے کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ موحد اور مسلمان تھے ان کا نام تارخ تھا۔ آزر جو بت تراش تھا آپ کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا اور قرآن مجید میں چچا کے لئے بھی اَبٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لم تزل فی ضمائر الکون تختا   رلک الامہات والاباء

"ہر دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین مائیں* اور باپ حاصل کرتے رہے۔ جیسے آپ کی ذات کمالات عالیہ کے عطا فرمائے جانے کے سبب باعظمت ہے، ایسے ہی آپ کا نسب شریف بھی باعظمت ہے۔ حضرت حواء سے لے کر حضرت آمنہ تک آپ کی تمام مائیں۔ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک آپ کے تمام باپ برگزیدہ اور نیک تھے۔" (۳۹)

--- حضرت حواء سے چالیس بچے پیدا ہوئے، یہ سب بچے سب جڑواں پیدا ہوئے۔ حضرت شیث

علیہ السلام ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کے لئے اکیلے پیدا ہوئے، اس لئے نور مصطفیٰ ﷺ حضرت آدم سے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انتقال سے قبل اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو اس نور کے سلسلے میں وصیت فرمائی کہ اس نور کو پاکیزہ (پاکدامن) عورتوں میں رکھا جائے۔ وصیت کا یہ سلسلہ ہر دور میں جاری رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نور حضرت عبدالمطلب کی صلب میں منتقل کر دیا اور آپ سے حضرت عبداللہ کی جانب منتقل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے نسب شریف کو زمانہ جاہلیت کے رزائل سے محفوظ رکھا۔ (۴۰)

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت ہے۔

قال رسول صلی الله علیه وسلم ماولدنی من سفاح الجاهلیة شئی ماولدنی الانکاح الاسلام۔ (۴۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زمانہ جاہلیت کی کوئی بری چیز نہیں پہنچی میری پیدائش اسلامی نکاح سے ہوئی۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کی روایت ہے۔

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حضرت آدم سے لے کر برائی سے نہیں بلکہ نکاح سے منتقل ہوتا رہا ہوں حتیٰ کہ میرے والدین نے مجھے جنم دیا۔ مجھے اہل جاہلیت کی کوئی بری چیز نہیں پہنچی۔ (۴۲)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خرجت من نکاح غیر سفاح (۴۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نکاح سے بغیر کسی برائی کے پیدا ہوا ہوں۔

سیدنا حضرت ابن عباس کی ایک اور روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے والدین نے کبھی کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف اچھی حالت میں منتقل فرماتا رہا۔ جب دو گروہ ہوئے تو میں بہترین گروہ میں رہا۔ (۴۴)

۲- خاندانی عظمت:

درج ذیل سطور میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی عظمت کا ہم جائزہ لیتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی خاندانی عظمت بیان فرمائی ہے چنانچہ سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عمیر رضی اللہ عنہما راوی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق فرمائی، مخلوق سے حضرت آدم کی اولاد کا انتخاب کیا، حضرت آدم کی اولاد سے عرب کا انتخاب کیا، عرب سے قبیلہ مضر کا انتخاب کیا، مضر سے قریش کا انتخاب کیا، قریش سے بنی ہاشم کا انتخاب کیا اور مجھے بنی ہاشم سے منتخب کیا۔ میں نیک لوگوں سے نیک لوگوں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں۔ جو شخص اہل عرب سے محبت رکھتا ہے میری محبت کی وجہ سے رکھتا ہے اور جو شخص اہل عرب سے بغض رکھتا ہے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے رکھتا ہے۔ (۴۵)

ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں خاندانی عظمت بیان فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا پھر اس کے دو گروہ بنائے تو مجھے ان دونوں میں سے بہترین گروہ میں منتقل فرمایا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں بنایا، پس میں گھر کے لحاظ سے تم سے بہتر ہوں اور ذات کے اعتبار سے بھی تم سے افضل ہوں۔ (۴۶)

۳- والدین مصطفیٰ کو زندہ کرنا اور آپ پر ایمان لانا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی درخواست پر آپ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پھر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حجون گھاٹی کی طرف پریشانی اور غم کی حالت میں نزول فرمایا۔ آپ وہاں جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کھڑے رہے۔ پھر آپ خوشی، خوشی واپس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے حجون گھاٹی کی طرف پریشانی اور غم کی حالت میں نزول فرمایا۔ آپ نے وہاں کچھ دیر قیام فرمایا پھر خوشی کی حالت میں واپس تشریف لائے تو آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا، تو اس نے میری والدہ کو زندہ کیا، تو وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس کر دیا۔ (۴۷)

اس روایت میں صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے زندہ کرنے اور ایمان لانے کا ذکر ہے۔ ایک دوسری روایت میں والد ماجد اور والدہ ماجدہ دونوں کا ذکر ہے۔ اس روایت کو علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یحیی ابویہ فاحیا ھما۔ فا منابہ ثم اماتھما (۴۸) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کریم سے سوال کیا کہ آپ کے والدین کو زندہ فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے دونوں کو زندہ کر دیا۔ دونوں آپ پر ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو موت دے دی۔

اس روایت کے ذیل میں علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ علامہ سہیل کا قول نقل فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کی رحمت و قدرت میں کمی نہیں آسکتی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ اہل ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور بزرگی کا محور بنائے۔"

اس روایت میں حضور کی درخواست پر والد اور والدہ دونوں کے زندہ ہونے اور ایمان کا ذکر واضح صاف اور غیر مبہم الفاظ میں موجود ہے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ حواشی درر کے حوالہ سے چند اشعار نقل فرمائے ہیں جو حضور کے والدین کے زندہ کرنے اور ایمان لانے کے سلسلے میں ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں۔

امنت ان اب النبی و امه   احیا ھما الحی القدیر الباری
حتی لقد شھدا له برسالته   صدق فبذاك كرامه المختار
وبه الحدیث و من یقول بضعفه   فھو الضعیف عن الحقیقة عار (۴۹)

"میں اس بات پر ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ

(رضی اللہ عنہما) کو ابدی زندہ، قادر مطلق اور مالک نے زندہ کیا۔ حتیٰ کہ دونوں (والدین کریمین) نے (حضور ﷺ کی) رسالت کی گواہی دی۔ اے شخص تو اس کی تصدیق کر کہ وہ سب کچھ رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے ہے، اور اس سلسلے میں حدیث موجود ہے۔ اور جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے۔"

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واحیا ابویہ لہ حتی امنابہ (۵۰) اور اللہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا حتی کہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

روایات بالا سے واضح ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور آپ پر ایمان لائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن میں صراحتاً موجود ہے کہ حضور اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے اجازت لیتے رہے لیکن اجازت نہ ملی۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسی روایات بہت پہلے کی ہیں اور منسوخ ہیں، کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو بعد میں زندہ کیا گیا اور وہ ایمان لائے۔ یعنی حجتہ الوداع کے موقعہ پر ایسا ہوا۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اس حقیقت کا بھی انکشاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فاحیا امہ و کذا اباہ لایمان بہ فضلا بطیفا

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ اور والد ماجد کو آپ پر ایمان لانے کے لئے زندہ کیا۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لطف و فضل ہے۔

اس کے ساتھ ہی علامہ سیوطی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔

ان اللہ احیاھما لہ فامنابہ وذلک فی حجۃ الوداع (۵۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے والدین کو آپ کے لئے زندہ کیا دونوں آپ پر ایمان لائے۔ یہ واقعہ (زندہ کرنے اور ایمان لانے کا) حجتہ الوداع کے موقع پر پیش آیا۔

طہارت نسب، خاندانی عظمت ابوین مصطفیٰ کو زندہ کرنے اور حضور پر ایمان لانے کی تحقیق اور نفیس بحث کے بعد ہمیں یہ نتیجہ اخذ کرنے میں مشکل نہیں رہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین

قطعی مومن اور مسلمان ہیں۔

ابوین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان پر علماء امت کا اجماع

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان پر علماء امت کا اجماع ہے۔ چنانچہ علامہ احمد بن محمد القسطلانی، علامہ یوسف بن اسماعیل بن کثیر، محمد بن احمد القرطبی، علامہ علی بن محمد البغدادی، علامہ محمد بن یوسف الشامی، علامہ ابن جوزی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ اسماعیل حقی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی اور امام احمد رضا خان بریلوی وغیرہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے اس مسئلہ کی تائید کی اور مستقل طور پر کتب تصنیف فرمائیں درج ذیل سطور میں اس سلسلے میں چند علماء کے تاثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالت نماز اپنے والدین کے احترام کے سلسلے میں ارشاد گرامی، ہے کہ:

اگر میں اپنے والدین کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پالوں، خود عشاء کی نماز میں مصروف ہوں اور سورہ فاتحہ کی تلاوت بھی کر چکا ہوں، پھر (ان کی طرف سے) آواز دی جائے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو میں لبیک (میں حاضر ہوں) کہہ کر جواب دوں (۵۲)

علامہ قاضی ابوبکر بن عربی مالکی رحمتہ اللہ علیہ کے فتویٰ کی عبارت یہ ہے۔

علامہ قاضی ابوبکر بن عربی رحمتہ اللہ علیہ جو آئمہ مالکیہ میں سے ایک ہیں، سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا گیا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے کہتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں، تو انہوں نے جواب دیا جو شخص یہ بات کہتا ہے وہ ملعون ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔" (۵۳)

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ۔

واعلم انہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یشرکہ فی ولادتہ من ابویہ اخ ولا اختہ (۵۴)

یہ بات جان لینی چاہیے کہ نبی کریم الصلوۃ والتسلیم کے اباؤ اجداد یا ان کے بہن بھائیوں میں سے کوئی مشرک نہیں تھا۔

امام موفق الدین بن قدامہ کے فتویٰ کی عبارت یہ ہے۔

من قذف ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل مسلما کان اوکافرا (۵۵)

جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ پر (شرک وغیرہ کی) تہمت لگائے اس کو قتل کیا جائے گا برابر ہے کہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

امام المحققین امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ حضور کے والدین کریمین جنتی ہیں۔ چنانچہ ابو طالب کے تخفیف عذاب والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابو طالب کو اس سے کیا نسبت، پھران کا عذر بھی واضح ہے کہ نہ انہیں دعوت پہنچی نہ انہوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذاللہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابو طالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے ہوتے۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے، تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں۔ وللہ الحمد" (۵۶)

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ حضور کے والد ماجد کے اسم گرامی حضرت عبداللہ کے سلسلے میں گوہر افشانی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اب ذرا چشم حق میں سے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مراعات الہیہ کے الطاف خفیہ دیکھیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام پاک "عبداللہ" (رضی اللہ عنہ) کہ افضل اسماء امت ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: احب اسماء لکم الی اللہ عبداللہ وعبدالرحمن (۵۷) یعنی تمہارے ناموں میں سے سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالیٰ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔" (۵۸)

چودہ سو سال بعد حقیقت کا انکشاف

۱۹۷۸ء کی بات ہے کہ حکومت سعودیہ نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کے سلسلے میں پروگرام تشکیل دیا۔ پروگرام کے مطابق مسجد نبوی کے پاس جو قبور تھیں ان کو جنت البقیع میں منتقل کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان قبور میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی سیدنا حضرت عبداللہ اور سات دوسرے صحابہ کی قبریں بھی تھیں۔ جب حضرت عبداللہ اور دوسرے صحابہ کی قبروں کو کھولا گیا تو ان کے اجساد مبارکہ بالکل تر و تازہ اور صحیح حالت میں پائے گئے۔ یہ خبر تقریباً تمام اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ چنانچہ روزنامہ "نوائے وقت جو بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکا ہے" کی خبر حاضر ہے۔

کراچی ۲۰ جنوری، یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح و سالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے ہیں جنہیں بعد ازاں جنت البقیع مین نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کے جسم نہایت تر و تازہ اور اصل حالت میں تھے۔" (۵۹)

دلائل، براہین اور شواہد کی روشنی میں یہ مسئلہ پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اباؤ اجداد بالعموم اور والدین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین بالخصوص موحد، مسلمان اور اہل جنت ہیں۔

حواشی

۱۔ دانش گاہ پنجاب لاہور۔ دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۲ ص ۷۹۶، پنجاب یونیورسٹی لاہور

۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ سرور المحزون (فارسی) مطبوعہ، دار الاشاعت دیوبند، ص ۳۔

۳۔ عبد الملک بن ہشام۔ سیرت النبی المعروف سیرت ابن ہشام، مطبوعہ، دار الفکر، بیروت، ج ۱، ص ا شرف النبی (فارسی) ص ۱۸۶

۴۔ شیخ محمد رضا محمد رسول اللہ مطبوعہ، تاج کمپنی لاہور، ص ۲۴۔

۵۔ احمد بن عبد اللہ البیہقی۔ دلائل النبوۃ مطبوعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج ۱ ص ۱۰۰

۶۔ محمد بن اسماعیل بخاری۔ صحیح بخاری شریف، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ۲ ص ۵۰۔

۷۔ ابو الحسن بن عبد اللہ البکری۔ کتاب الانوار و مصباح السرور و الافکار، مطبوعہ، مصطفیٰ البابی، مصر ص ۳۴۔

۸۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مدارج النبوت (فارسی) مطبوعہ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ج ۲ ص ۱۲۔

۹۔ ابو الحسن بن عبد اللہ البکری۔ کتاب الانوار و مصباح السرور و الافکار، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر ص ۳۹۔ ایضاً ص ۳۵

۱۰۔ ابو الحسن بن عبد اللہ۔ کتاب الانوار و مصباح، السرور و الافکار، مطبوعہ مصطفیٰ البابی، مصر ص ۳۵۔

۱۱۔ شیخ محمد رضا محمد رسول اللہ، مطبوعہ، تاج کمپنی لاہور، ص ۲۵

۱۲۔ محمد بن یوسف الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد، مطبوعہ، قاہرہ ج ۱ ص ۳۹۱۔

۱۳۔ دانش گاہ پنجاب لاہور، دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۲ ص ۷۹۷، الخصائص البکری ج ۱ ص

۱۳۔ سبل الہدی والرشاد، ج ۱ص ۳۹۸۔

۱۴۔ محمد بن یوسف الشامی، سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، مطبوعہ، قاہرہ، ج ۱ص۔

۱۵۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، سرور المحزون (فارسی) مطبوعہ، دار الاشاعت دیو بند، ص ۳۔

۱۶۔ اسماعیل بن الکثیر، السیرۃ الحہ، مطبوعہ، عیسیٰ البابی، قاہرہ، ج ۱ص ۱۰۲۔

۱۷۔ احمد بن عبد اللہ البیہقی، دلائل النبوۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت ج ۱، ص ۱۰۲

۱۸۔ علی بن مہرجان الحلبی۔ سیرت حلبیہ مطبوعہ، مصطفیٰ البابی، مصر، ج ۱ص ۱۷۱۔

۱۹۔ علی بن مہرجان حلبی۔ سیرت حلبیہ مطبوعہ، مصطفیٰ البابی، مصر، ج ۱ص ۱۷۱۔

۲۰۔ علامہ جلال الدین سیوطی، الدرج المنیفۃ فی الاباء الشریفہ، مطبوعہ، حیدر آباد دکن، ص ۳۔

(۲۱) القرآن، ۲۶:۲۱۹ (۲۲) الخازن، ۵:۱۰۷ (۲۳) مسالک الحنفاء ۴۰

(۲۴) الجمل ۳:۳۹۶ (۲۵) (صاوی، ۳:۲۸۷ (۲۶) تفسیر کبیر۔

(۲۷) محمد بن احمد قرطبی۔ الجامع لاحکام القرآن، مطبوعہ، بیروت، ج ۱۳ص ۱۴۴۔

(۲۸) علی بن محمد بغدادی۔ تفسیر خازن، مطبوعہ، مصطفیٰ البابی، مصر، ج ۴ص ۱۲۹

(۲۹) عبد الرحمٰن بن جوزی۔ زاد المسیر فی علم التفسیر مطبوعہ المکتب الاسلامی، ج ۶ص ۱۴۸۔

(۳۰) شیخ اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، مطبوعہ، مطبعہ عثمانیہ، ج ۶ص ۳۱۳۔

(۳۱) علامہ جلال الدین سیوطی۔ التعظیم والمنۃ فی ان ابوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ مطبوعہ حیدر آباد دکن ص ۵۰۔

(۳۲) علامہ جلال الدین سیوطی۔ الخصائص الکبریٰ (عربی) مطبوعہ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ج ۱ ص ۳۸۔

(۳۳) علامہ سیوطی۔ الحاوی للفتاویٰ، مطبوعہ، بیروت، ج ۶ص ۲۳۲۔

(۳۴) صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، تاج کمپنی لاہور۔ ص ۵۴۴

(۳۵) پیر محمد کرم شاہ الازہری: ضیاء القرآن ۲۶:۲۱۷ زیر حاشیہ ۱۱۴ ۔: ضیاء القرآن پبلکشنز لاہور۔

(۳۶) محمد بن اسماعیل بخاری۔ صحیح بخاری، مطبوعہ، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج ا ص ۵۰۳۔

(۳۷) احمد بن محمد القسطلانی۔ سیرت محمدیہ ترجمہ مواھب لدنیہ، مطبوعہ، محمد علی کارخانہ تجارت کتب، کراچی ج ا ص ۱۸۰۔

(۳۸) احمد بن محمد القسطلانی۔ سیرت محمدیہ ترجمہ مواھب لدنیہ، مطبوعہ، محمد علی کارخانہ تجارت کتب، کراچی ج ا ص ۱۸۰۔

(۳۹) علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی۔ جواھر البحار، مطبوعہ، مصطفیٰ البابی، مصر، ج ا ص ۲۸۱۔

(۴۰) علامی نبھانی، الانوار المحمدیہ، مطبوعہ، ترکی، ص ۱۵۔

(۴۱) علامی نبھانی، الانوار المحمدیہ، مطبوعہ، ترکی، ص ۱۵۔

(۴۲) علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی، الانوار المحمدیہ، مطبوعہ، ترکی، ص ۱۵۔

(۴۳) علامہ جلال الدین سیوطی۔ الخصائص الکبریٰ، مطبوعہ، مکتبہ نوریہ فیصل آباد ج ا ص ۴۷۔

(۴۴) علامہ جلال الدین سیوطی۔ الخصائص الکبریٰ، مطبوعہ، مکتبہ نوریہ فیصل آباد ج ا ص ۴۷۔

(۴۵) محمد بن یوسف الشامی۔ سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، مطبوعہ، قاہرہ ج ا ص ؟؟۔

(۴۶) علامہ عبد الرحمٰن بن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، مطبوعہ دار الکتب الحدیثیہ مصر، ج ا ۸۷۔

(۴۷) علامہ جلال الدین سیوطی۔ نشر العالمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

(۴۸) علامہ جلال الدین سیوطی۔ السبل الجلیلۃ فی الاباء العلیہ، مطبوعہ، حیدر آباد دکن، ص ۹۔

(۴۹) امام احمد رضا بریلوی۔ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، مطبوعہ، نوری کتب خانہ، لاہور۔

(۵۰) علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی۔ جواھر البحار، مطبوعہ، مصطفیٰ البابی، مصر، ج ا ص ۲۸۱۔

(۵۱) علامی سیوطی۔ الدرج المنیفہ فی لاباء الشریفۃ مطبوعہ، حیدر آباد دکن، ص ۷۔

(۵۲) علامہ سیوطی۔ الحاوی الفتاوی، مطبوعہ، بیروت، ج ۲ ص ۱۳۱۔

(۵۳) علامہ سیوطی۔ الحاوی الفتاوی مطبوعہ، بیروت، ج ۲ ص ۱۳۳۔

(۵۴) علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی، الانوار المحمدیہ، مطبوعہ، ترکی، ص ۱۶۔

(۵۵) علامہ جلال الدین سیوطی، الحاوی للفتاوی، مطبوعہ، بیروت، ج ۲ ص ۲۳۳۔

(۵۶) امام احمد رضا خاں بریلوی۔ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، مطبوعہ، نوری کتب خانہ، لاہور۔

(۵۷) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، مطبوعہ، مطبع مجتبائی لاہور ج ۳ ص ۱۰۶۔

(۵۸) امام احمد رضا بریلوی، شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، مطبوعہ، نوری کتب خانہ لاہور۔

(۵۹) روزنامہ ''نوائے وقت لاہور'' مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۷۹ء۔

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

خطہ تاج زرین رقم